سوال

(370)نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

عرب کے دور جاہلیت میں عام طور پر نکاحوں میں معاوضہ نکاح بصورت مہر مقرر رہوتا ہے۔ جس کی ایک صورت یہ تھی۔ کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا قریبہ کسی دوسرے کے لڑکے یا قریبی سے نکاح کردیتا۔ اس شرط پر کہ تو اپنی لڑکی یا قریبہ میرے ساتھ یا میرے لڑکے کے ساتھ نکاح کردے۔ مہر اس میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام شغار(1) تھا۔ پس شغار کے معنی ادو میں نکاح مبادلہ ہیں اور پنجابی زبان میں ''وٹہ داساک'' حدیث شریف میں اس قسم کے نکاح کی بابت منع آیا ہے۔ اب علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے۔ شغار میں اگر فریقین کے طرف سے مہر کی نفی و تو نکاح جائزنہ ہوگا۔ اگر مہر مقرر ہو تو چاہیے کہ باصورت تبادلہ ہو نکاح جائز ہے۔ راقم مضمون مولوی عبدا لجلیل صاحب کی تحقیق فریق ثانی سے متفق ہے۔ اس لئے فریق اول کے جواب میں آپ نے مضمون بھیجا ہے جو درج زیل ہے۔ (مدیر)

پرچہ تنظیم میں اپریل 35ء سنہ میں بطور ضمیمہ مسئلہ شغار کی ایک بسیط تحریر طبع ہو رہی ہے۔ مگر فی الحقیقت وہ تحقیق تحقیق نہیں ہے۔ محدثین کے مسلک سے کوسوں دور ہے۔ حضرت شیخ الہند شمس العلما مولانا سید محمد نزیر حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا مہر گروہ و دیگر اہل حق کا فتویٰ دربارہ جواز مع المہر خروج آن از شغار منہی عنہ مطبوع ضمیمہ فتاویٰ نزیریہ موجود ہے۔ پھر مع المہر کو شغار منہی عنہ میں داخل کرنا متفقہ مسئلہ علمائے اہل حدیث کے خلاف کرکے جماعت اہلحدیث میں ایک جداگانہ شک پیدا کرنا مناسب معلوم ہوا کہ امر کے متعلق ایک مضمون مختصر حوالہ قلم ہو جس سے حقیقت مسئلہ کی منکشف ہو۔ پس واضح ہو۔ کہ حدیث لاشغار فی الاسلام سے نفی کر رہی ہے۔ یعنی اسلام میں شغار نہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور میں شغار تھا جس کو شارع علیہ السلام اپنے مذہب میں مغایر فرماتے ہیں۔

کتب کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاہلیت یعنی زمانہ رسالت مآب ﷺ کے قبل کے لوگوں کا ایک معمول بہ نکاح تھا۔ صراح و منتہی الارب میں ہے۔

شغار بالکسر نکاح جاہلیة مختار الصحاح رازی وصحاح جوہری میں ہے۔ الشغار بالکسر نکاح کان فی الجاہلیة مصباح المنیر میں ہے۔ وکان شعاٸہاتاج المصادر بہیقی میں ہے۔ المشاغرة من

الشغار وہو نکاح کان فی الجاہلیۃ ۔ ابن العربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فان الناس کانوا یتناکحون فی الجاہلیہ بالشغار امام نووي شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ کان شغار من جاہلیۃ ابن اثیر نہایہ میں۔ اور علامہ محمد طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ ان آئمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ یہ جاہلیت کے زمانہ والوں کا ایک قسم کا نکاح ہے۔ زمانہ جاہلیت والوں کا یہ نکاح کس طور کا تھا۔ اس میں رائے زنی کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب تک یہ ایک قوم کا مرسوم معاملہ ہے۔ تو بس ان میں ان کا طریق مرسوم معلوم ہو جانا بس کافی ہے جیسے کوئی امر توفیقی ہوا کرتا ہے۔ ان کے مرسومی معاملے میں فقہاء کو ان کی اصطلاح میں علماء کو رائے زنی کا کیا حق ہے۔ نہایہ ابن الاثیر و مجمع بحار الانوار میں ہے۔

ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ کان یقول الرجل للرجل شاغرنی اي زوجني اختلف او بنتک او من تلیا مرہا حتی ازوجک اختی او بنتی او من الی امرہا ولا یکون بینہا مہر و تکون بضع کل واحدہ منہا بضع الاخري

مقدمہ ابن رشد مالکی مختصر مدونہ ص 62 ج 3 میں ہے۔

کان الرجل فی الجاہلیۃ یقول للرجل شاغرنی اي زوجني ابنتک علی ان ازوجک ابنتی بلا مہر

علامہ بہیقی تاج المصادر اور جوہر صحاح میں اور رازی مختصر صحاح یعنی مختار میں اور فاضل جمالی صراح میں رقم طراز ہیں۔

ولفظ التاج المشاغرۃ من الشغار نکاح کان فی الجاہلیۃ وہو ان یقول الرجل للرجل اخر زوجنی بنتک او اختک علی ان ازوجک اختی او بنتی علی ان صداق کل واحدہ منہا بضع الاخري کانہا ارفعا المہر واخلیا البضع عنہ ومنہ الحدیث لا شغار فی الاسلام

قاموس میں ہے۔

الشغار بالکسر ان تزوج الرجل امراۃ علی ان یزوجک اخري مہر مہر صداق کل واحدۃ بضع الاخري

اہل جاہلیت کا دستور العمل یہ تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے۔ کہ تو مجھ سے اپنی دختر ہمشیرہ یا جو بھی تیرے زیر ولایت ہو نکاح کر دے۔ میں تجھ سے اپنی دختر یا ہمشیرہ یا جو بھی میرے زیر ولایت ہے نکاح کر دیتا ہوں۔ مہر بھی کچھ نہیں۔ فرج لو اور فرج دو۔ آدمی دو اور آدمی لو۔ یہ تھا وتیرہ اہل جاہلیت کا جیسے بیک زبان ائمہ لغت نے بیان کیا ہے۔ تاج العروس ص 307 میں ہے۔

قال الشافعی وابو عبیدۃ و غیرہا من العلماء اشفار المنہی عنہ ان یزوجہ لرجل حریتہ علی ان یزوجہ المزوج حریتہ ل اخري ویکون صداق کل واحدۃ بضع الاخري کانہا رفعا الہر واخلیہ البضع عنہ

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لغت سے ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں۔ سب واقف ہیں۔ صاحب تاج العروس ان دونوں بزرگوں کے علاوہ بھی کل علماء سے بالاتفاق بیان کرتے ہیں۔ شغار ممنوع وہی ہے۔ جس میں آدمی اپنی محرمہ دے کر دوسرے کی محرمہ لے بلا مہر فرج منکوحہ دے کر فرج منکوحہ لے مہر بھی یہی سب کچھ ہے۔ (ہدایۃ المجتہد ص 35 میں ہے۔

فا ما نکاح الشغار فا تہیم التفقوا علی ان صفتہ ہو ان ینکح الرجل ولیتہ رجلا اخر علی ان ینکح الاخر ولیتہ ولا صداق بینہا الا البضع ہذہ ببضع الاخر و اتفقوا علی انہ نکاح غیر جائز کثبوت النہی

شغار کی توصیف و تعریف میں سب علماء متفق ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ولیہ کا کسی دوسرے س اس بنا پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی ولیہ کا اس سے نکاح کر دے۔ مہر ان میں کچھ نہیں یہی کہ منکوحہ لی۔ منکوحہ دی۔ نیز سب کا اتفاق ہے کہ یہ نکاح بایں صفت جائز نہیں۔ ممانعت ثابت ہونے کیوجہ سے کتاب الام ص 68 جلد 5 میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اذا نکح الرجل ابنتہ اولمراۃ بلی امرہا من کانت علی ان ینکحہ ابنتہ اوالمراہ بلی امرہا من کانت علی ان صداق کل واحدۃ منہا بضع الاخري ولم یسم لواحدۃ منہا صداق فہذاالشغار الذي نہی عنہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم فلایحل النکاح

جب آدمی اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو ان کا نکاح کردے ۔ اس بنا پر کہ دوسرا اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو نکاح کردے ۔ مہر میں یہی ایک کی فرج لینا دوسری کا دینا کسی ایک کا ذکر بھی نہ ہو ۔ پس یہی وہ شغار ہے ۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ۔ ان عبارتوں سے شغار کی اصلیت اوراس کی کیفیت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی اوراھل جاہلیت میں جس طریق سے معمول تھا وہ بھی معلوم ہوگیا ۔

بالاتفاق آئمہ لغت وآئمہ اعلام زمانہ جاہلیت والوں کی غرض اس نکاح میں فرج کا فرج کے عوض اپنے لئے حلال کرنے کرانے ہی کی ہوا کرتی تھی ۔ لاغیر یہ مقصد نہیں کہ جو نکاح بلا ذکر مہر کے ہوا ہو ۔ وہ بھی شغار ہی ہے ۔ چونکہ ان کی غرض اصلاً مہر عدم کے تقرر کی نہیں ہوتی ۔ بلکہ کسی وجہ سے تقرر مہر نہ آیا ۔ مگر انھیں مہر دینا پڑے گا ۔ نکاح کے منعقد ہونے میں شبہ نہیں ۔ بخلاف شغار کے کہ اس میں مہر کا تقرر ہی مقصود نہیں ہوتا ۔ بلکہ فرج ہی فرج کے مقابلے میں دے دی اور لے لی ۔ یہی ان کی غرض ہے ۔ ان کی غایت یہی ان کا عندیہ ہے ۔ اور بس چھٹی مل گئی ۔ لہذا اس نکاح میں اوراس میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ نیز اگر کوئی اپنی مولیہ دے ۔ اور کسی کی مولیہ لے ۔ مگر باقاعدہ مہر وغیرہ کے ساتھ فرج کا فرج سے تبادلہ ہی مقصود نہ ہوا ۔ اس نکاح کو شغار نہیں کہتے ۔ لڑکی لینا لڑکی دینا مہر کے تقرر کے ساتھ شرعاً شغار میں داخل نہیں ۔ اہل جاہلیت واہل اسلام ہر دو کی نیتوں میں ہی زمین آسمان کا فرق ہے ۔ اہل جاہلیت کی غرض لڑکی وغیرہ لینا اوردینا بطور تبادلہ کے مہر سے کوئی سروکار نہیں بلکہ فرض حلال کردینا اور حلال کرالینا فرج دے دلا کر یعنی اپنی مولیہ دے کر اس کے عوض میں کسی کی مولیہ لینا ہے ۔ اس میں ایک قسم کی خاص قباحت موجود ہے ۔

جس شغار جہالت کی آئمہ نے بالاتفاق تعریف کی ہے ۔ وہی احادیث مرفوعہ وآثار موقوفہ سے ثابت ہے ۔ احادیث مرفوعہ اگرچہ ضعف سے خالی نہیں ۔ لیکن تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے ۔ لہذا قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں ۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں متفقہ محدثین شغار کی تعریف کی ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

بعد نعد یل حدیث الشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخر ابنتہ واختہ ولا صداق بینہا

میں کہتا ہوں کہ اس تعریف کی مخالفت صریح کسی ایک آدھ محدث سے بھی ثابت نہیں ۔ گویا یہ تعریف تمام محدثین وعلمائے مجتہدین وآئمہ لغت کی متفقہ ہے ۔ مرفوع روایتوں میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ۔

مرفوعا نہی عن الشغار والشغار ان ینکح ہذہ بہذہ بغیر صداق بضع ہذہ صداق ہذہ وبضع ہذہ صداق ہذہ رواہ البیہقی

دوسرے ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المشاغرۃ والمشاغرۃ ان یقول زوج ہذا من ہذہ من ہذا بلا مہر رواہ ابو الشیخ فی کتاب النکاح

یہ دونوں فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہیں ۔

3 ۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس منا من ینتہب وقال لاشغار فی الاسلام والشغار ان تنکح المراۃ ان احدہا الاخري بغیر صداق

(رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ص 2678 ج 4)

4 ۔ عن ابن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شغار فی االسلام قالوا وما الشغار قال نکاح المرآہ بالمراۃ لاصداق بینہا رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط مجمع الزوائد ص ٢٦٦ ج ٤)

حافظ ابن احجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص ص 294 میں فرماتے ہیں۔

واسنادہ وان کان ضعیفا لکنا نستانس بہ فی ہذا المقام

فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہے۔

قال القرطبی تفسیر اشغار موافق بما ذکرہ اہل اللغۃ فان کان مرفوعا فہوا لمقصود وان کان من قول الصحابی فمقبول ایضا الانہ اعلم بالمقابل واقعہ بالحال

ہم نے مانا کہ ضعیف حدیث قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ مگر میرے محترم وہ کہ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں جب واقع ہو حدیث لا شغار فی الاسلام وان احادیث ضعیفۃ میں کسی قسم کا بھی تعارض نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ملاحظہ فرمایئں۔ صحیح صریح نہیں ہوتی۔ یا غیر صحیح سے استدلال یا اس کی طرف اشارہ یا لفظ متابعۃ وضاحت کی بنا پر بیان کردیا کرتے ہیں۔

افصاح نکت ابن الصلاح مین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن جملہ صفات القبول التی لم یتعرض لہا شیخنا الحافظ یعن زین الدین العراقی ان یتفق العلماء بدلول حدیث فانہ یقبل حتی محیب العمل بہ وقد صرح بذلک جماعۃ من ائمۃ الاصول الخ کذا فی التحفۃ المرضیۃ الملصدقۃ مع الطبرانی للقاضی حسین بن محسن الانصاری ص ٣٦٦

حافظ صاحب روپڑی نے علامہ شیر خیتی سے نقل کیا ہے۔

ومحل کونہ لا یعمل بالضعیف فی الاحکام مالم یکن تلقۃ الناس بالقبول فان کان کذالک تعین وسار حجۃ یعمل بہ فی الاحکام وغیرہا کما قال الشافعی

اس جگہ ان احادیث ضعیفہ کے مدلول پر تلقی الناس بالقبول بالاتفاق موجود ہے۔ یہ حدیث لائق احتجاج ہویئں۔ مع ہذا روایات صحیحین تک ان کی موید دیکھو صحیح بخاری کتاب الحیل و صحیح مسلم کتاب النکاح بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا

قلت لنافع ما الشغار قال ینکح بنت الرجل و ینکحہ ابنتہ بغیر صداق و ینکح اخت الرجل و ینکحہ اختہ بغیر صداق

بخاری باب الشغار کے الفاظ یوں ہیں۔

والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخر ابنتہ لیس بینہما صداق

صحیح مسلم میں بطریق ابوالزناد ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں

ذاد ابن غیر الشغار ان یقول الرجل للوجل زوجتی ابنتک وازوجک ابنتی اوزوجنی اختلف وازوجک اختی

اس روایت مسلم میں مہر وغیرہ کا ذکر نہیں جس سے ہمارے محترم احباب بے جا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی کوتاہ نظری ہے۔ ابوالزناد سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص 139/2 میں ہے۔

ابن وہب عن ابی الزناد عن ابیہ قال کان یکتب فی عہود السعاۃ ان ینتہوا اہل علمہم عن الشغار والشغار ان ینکح الرجل امراۃ و ینکحہ الاخر امراۃ بضع احداہما بضع الاخری بغیر صداق وما یشبہ زلک

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا اس میں تصرف ہے۔ کہ جس نے لفظ صداق کا حذف کردیا۔ وہ بھی شاید نہ پہنچنے کی بنا پر نہ کہ عمداً یہ کام کیا ہو۔ بلا ذکر مہر کے جو تفسیر ہے۔ وہ عبید اللہ کی

ہے۔ دیکھو نسائی باب تفسیر الشغار جو نہ تابعی اور نہ ہی تبع تابعی ان سے نیچے علاوہ ازیں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خود یہ لفظ موجود ہیں۔ دیکھو خلافیات بیہقی ورق نمبر 50

فی مسئۃ الشغار اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو بکر محمد بن احمد بن حاتم فنا للبوا الموجہ انا صدقۃ ثنا عبدۃ عن ابی بکریب عن عبید اللہ عن ابی الرتاد عن لاعرج عنہ ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ الرجل ویزوج ابنتہ ولا صداق بینھما

اس روایت کی سند کی طرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔ بحمد اللہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بلا مہر کی تقید ثابت ہوگئی۔ اب تمامی روایات مرفوعہ موقوفہ تفاسیر طریقہ و عمل اہل جاہلیت و تفاصیل آئمہ لغت و آئمہ محدثین و فقہاء ایک ہوگئیں۔ فلربنا الحمد ولہ المنۃ۔

علامہ خطابی کا معالم السنن میں کلام بھی اسی کو متقضی ہے۔ ص193 جلد 3 میں بعد روایت نافع فرماتے ہیں۔

قال الشیخ تفسیر الشغار ما تبہ نافع وقد روي ابو داؤد ایضا فی ہذا الباب باسنادہ عن الاعرج وزکر قصہ معاویۃ بلفظ وکانا جعلاۃ صداقا ثم قال قال الشیخ فاذا دفع النکاح علی ہذہ الصفۃ کان باطلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہ

اگر خطابی کے کلام میں جعلاہ صداقا نہ تسلیم کیا جائے۔ تو ان کے کلام میں مرابطہ مفقود ہو جاوے گا۔ معاویہ کی روایت کو اسی پر محمول کرنا لازمی امر ہے۔ تا اعرج کی اصل روایت کے بھی مخالف نہ ہو۔ اعرج ہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا راوی ہے۔ اگر اس پر محمول نہ کیا جاوے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لکھنا کہ ہذا الشغار والذي نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل غلط ہوگا۔ چونکہ یہ تعریف کسی طریق سے بھی صحیح نہیں۔ نہ نبی کریم ﷺ سے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین یا تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے اور نہ ہی آئمہ لغت وفقہاء محدثین وغیرہم سے اور نہ ہی معمول اہل جاہلیت اس کے مساعد ہے۔ (ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل سامرودی کان اللہ لہ)

اہلحدیث

یہ تحقیق انیق قابل قبول ہے پہلے میرا فتویٰ یہی تھا مگر واقعات سے ثابت ہوا۔ کہ چند پیسے مہر رکھ کر بھی نکاح شغار میں بڑا فساد یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فریق کا بہو سے کچھ بگاڑ ہوا۔ تو اپنی لڑکی روک لی۔ دوسرے فریق کو تکلیف دینے کے لئے یا ایک فریق نے بوجہ ناچاقی بہو کو معلق رکھا تو دوسرا اس طرح کرتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات بے گناہوں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے آج کل میرا فتویٰ یہ ہے۔ کہ نکاح شغار باوجود مہر کے بھی جائز نہیں (اہلحدیث امرتسر ص168 ربیع الاول 54 ہجری سمہ)

شرفیہ

میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے، گزشتہ سال میں نے ایک استفتاء میں مسئلہ شغار کا جواب اردو ہی میں لکھا تھا اس میں ہی تحقیق لکھی تھی جو مجیب صاحب نے لکھی ہے۔ جواب لکھنے کے بعد محلی ابن حزم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ اس نے اس مسئلہ میں انا دلا غیری کا ہڑ بم بپا کر رکھا ہے۔ جیسے اس کی عادت ہے۔ اور اپنی عادت سے مجبور بھی ہے۔ خیر تو چونکہ اس کی کتاب عربی میں ہے۔ اس لئے میں بھی اپنے فتوی کا ضمیمہ یعنی جواب محلی خرم شغار کا جواب عربی میں ہی لکھا تھا۔ وباللہ التوفیق

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

۱...صلہ فی لغۃ الرفع یقال شغر الکلب اذا رفع رجلہ لیبول کانہ قال لا ترفع رجل بنتی حتی ارفع رجل بنتک (نووي)

فتاویٰ ثنائیہ

جلد2ص344

محدث فتویٰ